معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری

﴿سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ لذی بٰرکنا حولہ لنریہ من اٰیتنا انہ ھو السمیع البصیر﴾

اللہ وحدہ لاشریک لہ اکیلا ہی ہر قسم کی عبادت اور ہر طرح کی ریاضت کا حقدار ہے، تمام اعلیٰ تعریفات ہر قسم کی عبادات، تمام حرکات وسکنات، طیبات، تحیات صرف اور صرف اُسی صاحب عرش کے زیبا ہیں جو ساری کائنات کا اکیلا انتظام وانصرام فرمانے والا ہے۔ ارض وسموات کی تمام مخلوقات وموجودات کا پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا صرف وہی اللہ عزوجل ہے۔ ہر قسم کے تصرفات اور اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ مالک الملک ہے، وہ مالک الا ملاک کہ تمام قدرتیں، تمام طاقتیں اسی کے قبضہ میں ہیں۔ وہ جس کو چاہے اقتدار عطاء کردے اور جس سے چاہے اقتدار چھین لے۔ تمام نفع، نقصانات، عزتیں اور ذلتیں اس کی مرضی اور منشاء کے تابع ہیں۔ وہ جس کو چاہے زمین سے اٹھا کر تخت پر لا بٹھائے اور جسے چاہے تخت کھینچے اور تختے پر پھینک دے۔ اگر وہ کسی کا حامی ہو جائے تو اس کیلئے دنیا میں کوئی خسارہ نہیں ہے اور اگر وہ کسی سے ناراض ہو جائے تو اس کیلئے کوئی سہارا نہیں ہے۔ اگر وہ کسی کو نفع دینے پہ آجائے تو ساری کائنات میں کوئی بھی اس نفع کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ اور اگر وہ کسی کو نقصان پہنچانے پہ آجائے تو ساری دنیا مل کر بھی اس نقصان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی، اس لئے ہر قسم کی التجائیں، حاجات، مناجات صرف ایک اسی کے سامنے رکھنی چاہئیں اور کسی کے نہیں۔

اللہ کی کبریائی کے بیان کے بعد ان گنت درود وسلام، تحیات وتسلیمات، سید الرسل، سید البشر، سید ولد آدم، محسن انسانیت، امام الانبیاء احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر جن کی ہر بات، ہر فعل ہمارے لئے قابل حجت، واجب تعمیل اور سب سے بڑھ کر باعث نجات ہے۔

حضرات! ماہ رجب، حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے، اللہ رب العزت اس مہینے کو چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک مقرر کر چکا ہے، اس مہینے کی برکتیں، رحمتیں اور احترام ہمیں آوازیں دے رہا ہے کہ اے امت مسلمہ! آؤ اور اپنا حصہ وصول کرلو، لیکن بدقسمتی ہے ان لوگوں کے نصیب میں جو اس مہینے میں بھی اللہ کی

رحمت و برکات اور انعام و کرامات سے محروم رہ جائیں۔

اس مہینے کے حوالے سے جہاں کئی اور باتیں یا کئی اور امور معروف ہیں وہیں ایک معراج کا واقعہ بھی ہے، معراج آپ کے مرتبے اور مقام کا نام ہے۔ معراج رسول اللہ ﷺ کی ارفعیت و شرفیت سے معمور خصوصیت کا نام ہے۔ ایک ایسا واقعہ جو رسول اللہ ﷺ کو دیگر انبیاء و رسلؑ سے ممتاز کر دیتا ہے۔

ایک ایسا واقعہ، ایک ایسا معجزہ جو دیگر معجزوں کے اندر ایک خاص امتیاز کا حامل ہے۔

یہ واقعہ صرف سید الرسل ﷺ کی عظمت و رفعت کا واقعہ ہی نہیں بلکہ واقعتاً انسان کی اشرفیت کا بھی مقام ہے معراج مصطفیٰ ﷺ نے انسان کو ساری مخلوقات سے اشرف و اعلیٰ ہونے کا ایک درس بھی دیا ہے، ایک دلیل بھی عطا فرمائی ہے۔

معراج مصطفیٰ ﷺ صرف ایک واقعہ ہی نہیں کہ جسے قصے کے طور پر، کہانی کے طور پر، محض، تلذذ ذہنی کیلئے بیان کر دیا جائے اور یہ واقعہ ایسا واقعہ بھی نہیں کہ جس کو بیان کر کے خطباء اپنی خطابت کا لوہا منوائیں اور واعظ اپنے وعظ کی داد دلوں پر بٹھانے کی کوشش کریں بلکہ یہ واقعہ اسلامی تعلیمات میں ایک خاص ذخیرے کا اضافہ کرتا ہے۔

ہمارے ہاں اس واقعہ کے ساتھ بڑے ہاتھ دکھلائے گئے ہیں۔ واعظین، خطباء اور مبلغین نے اس واقعہ کو استعمال کر کے وہ وہ باتیں اس کے اندر داخل کر دی ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس واقعہ کو اس عظمت کو، اس تعلیمات کے ایک ذخیرے کو محض تلذذ ذہنی کا ایک قصہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ اس سے جو تعلیمات ہمیں حاصل ہوتی ہیں ان کی طرف توجہ دینے کی کوشش نہیں کی جاتی اور کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے سرے سے ہی اس واقعہ کا انکار کر دیا ہے، مسلمان کہلانے کے باوجود وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے ایک خواب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ نعوذ باللہ، حالانکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ ہے اور معجزہ ہوتا ہی وہ ہے جو انسانی ذہنوں کو، عقلوں کو عاجز کر دے جس چیز کو انسان کا ذہن بیان کرنے سے عاجز آ جائے جس واقعہ کو انسان کا ذہن، انسانی زندگی کے امور کے ساتھ متعلق ہونے سے عاجز آ جائے اس کو معجزہ کہا جاتا ہے۔ اگر روزمرہ کا کوئی معمول ہو، اگر عام زندگانی سے تعلق رکھنے والا کوئی واقعہ ہو تو وہ تو کوئی عجوبے کی بات نہیں، وہ تو ایک نبی اور رسول کی تخصیص اور خصوصیت کہلانے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ﴿ لقد جاء ت رسلنا بالبینٰت ﴾

ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں عطا کیں، معجزے عطا کئے، بینات عطا کئے، ہر نبی نے لوگوں کو اپنی نبوت منوانے کیلئے اور اللہ رب العزت نے اپنے رسولوں کی رسالت لوگوں سے منوانے کیلئے مختلف قسم کے معجزے اُنہیں عطاء کئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ انسان بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے کے باوجود ایک خاص امتیاز کا حامل ہے، انہیں ایک خاص انفرادیت حاصل ہے۔

اللہ رب العزت ان کے ذریعے سے اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ اللہ کا فرستادہ ہے۔ مختلف قسم کے معجزے عطا کئے۔

حضرت ابراہیمؑ اللہ رب العزت سے پوچھتے ہیں کہ اللہ مرنے کے بعد تو انسان کو کس طرح زندہ کرے گا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا، کیا تو اس چیز پہ یقین نہیں رکھتا؟ حضرت ابراہیمؑ نے کہا، یقین تو ہے لیکن اطمینان قلب کیلئے پوچھ رہا ہوں۔

اللہ رب العزت نے حکم دیا کہ ایسا کرو، کچھ جانور، کچھ پرندے ان کو اپنے ساتھ مانوس کرلو، پرندے پالے اپنے ساتھ مانوس کیا، اتنا مانوس کیا کہ حضرت ابراہیمؑ دور بیٹھے ہوؤں کو آواز دیتے تو پرندے لپکتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آجاتے، جب مانوس ہو گئے تو اللہ رب العزت نے حکم دیا کہ اب ان جانوروں کو ذبح کر کے ان کا قیمہ بنالو، جانوروں کا قیمہ بنا دیا گیا، کہا گیا اب یہ مختلف جانوروں کا قیمہ آپس میں خلط ملط کر دو جب خلط ملط ہو گیا تو پھر اس کے کچھ کچھ حصے مختلف جگہوں پہ رکھ دیئے گئے، جب رکھ چکے تو فرمایا، اب آواز دو اسی طرح ان کو بلاؤ جس طرح ان کی حیاتی میں بلایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے آوازیں دیں تو وہ جانور جن کا قیمہ ہو کر آپس میں خلط ملط ہو چکا تھا، الگ الگ وجود کے ساتھ ابراہیمؑ کی طرف لپکے چلے آرہے تھے۔ اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کا اظہار کر کے دکھلا دیا۔

حضرت موسیٰؑ نے پانی پر عصا کو مارا، پانی دولخت ہو گیا پتھر پہ عصا لگا تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔

حضرت عیسیٰؑ ہاتھ کے ساتھ مٹی کا پرندہ بناتے ہیں، اور ان کے اندر اللہ کے حکم کی پھونک مارتے ہیں تو پرندہ اُڑنا شروع ہو جاتا ہے، آپ کے ہاتھوں میں شفاء رکھی گئی، اندھوں کی بینائیاں لوٹ آئیں، مختلف انبیاء کو مختلف معجزے عطاء کیے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

موسیٰ کے عصاء نے پتھر پہ چوٹ لگائی تو بارہ چشمے پھوٹ نکلے، پتھروں سے ہی چشمے نکلا کرتے ہیں اور سید الرسلؐ کا ایسا معجزہ کہ انگلیوں میں سے پانی کی پھواریں نکلنا شروع ہوگئیں، ہاتھ میں کنکر آئے تو کلمہ پڑھنا شروع کر دیا، تنا جس پہ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اُس نے رونا شروع کر دیا، درخت چلتے ہوئے آرہے ہیں، اُنگلی کا اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو کر رہ گیا۔

مختلف معجزے رسول اللہ ﷺ کو عطا کیے گئے۔ انہیں میں سے ایک معجزہ اللہ کی پاک کتاب قرآن مجید ہے۔ صدیاں گزر گئیں، آج تک ایک زیر زبر کا اس کے اندر فرق نہیں پڑا نہ قیامت تک پڑے گا، اور ایسا معجزہ جو لوگوں کے دلوں کی کایا پلٹ دیتا ہے، اسی طرح کا ایک معجزہ معراجِ نبوی ﷺ ہے جس کے اندر رسول اللہ ﷺ کو کئی معجزات عطاء کیے گئے۔

☆ معراجِ نبوی، معجزات کا مجموعہ۔

☆ جو عظمت رسولؐ کی دلیل ہے۔

☆ جو رفعتِ بشریت کی دلیل ہے۔

کئی لوگ ہیں جنہوں نے اس معجزے کا انکار کر دیا۔ بدقسمتی سے کہلاتے مسلمان ہیں۔ کہتے ہیں واقعہ جسم کے ساتھ پیش نہیں آیا بلکہ عالمِ خواب کا واقعہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ واقعہ کفار کے سامنے پیش کیا کہ میں آج پچھلی رات سات آسمانوں کی سیر کر کے آ گیا تو کفار نے مذاق اُڑایا، ٹھٹھہ کیا، تمسخر اُڑایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک انسان، ایک بشر اُٹھے اور یہاں سے دو ماہ کا بیت المقدس کا راستہ وہ طے کر لے اور اس کے بعد ایک ہی رات کے اندر ساتوں آسمانوں کی سیر کر کے واپس آئے ایک بشر کیلئے ممکن نہیں ہے۔ یہ کسی انسان کیلئے ممکن نہیں ہے۔ غور فرمانے کی بات ہے کفار نے بشریت کو معراج کے ساتھ متعلق کر کے انکار کر دیا۔ اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو کفار کو مذاق اُڑانے کی کیا ضرورت تھی۔

وہ تو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ تھی، وہ تو نبیوں کے امام اور رسولوں کے سردار تھے۔ یہاں ایک عام گنہگار انسان نہ معلوم کن کن جہانوں کی سیر کر لیتا ہے کیا کیا کچھ اپنے خواب کے اندر دیکھ لیتا ہے جو وہم و گمان میں چیزیں نہیں ہوتیں انسان خواب کے اندر دیکھ لیتا ہے۔ کبھی دیکھتا ہے کہ گھوڑے پر بیٹھا ہوا ہے وہی گھوڑا گدھے میں تبدیل ہو جاتا ہے، وہی ٹرین میں تبدیل ہو جاتا ہے کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔

اگر خواب کی بات ہوتی تو کفار کو مذاق اُڑانے کی ضرورت کیا تھی، کفار نے کیوں مذاق اڑایا۔
اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب کا واقعہ بیان نہیں کیا بلکہ جسم کے ساتھ آسمانوں کی سیر کا تذکرہ کیا ہے۔ تبھی تو مذاق اُڑایا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بیٹھے ہوئے ہیں لوگوں نے آکر کہا اے ابو قافہ کے بیٹے، اے ابوبکرؓ! ہمیں ایک بات تو بتا، کہا پوچھو، کہا یہ بتاؤ کہ کیا کوئی انسان ایک ہی رات میں مکہّ سے چلے اور بیت المقدس پہنچ جائے، ایسا ممکن ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نہیں ایسا تو نہیں ہوسکتا۔

اچھا یہ بتاؤ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں مکہ سے بیت المقدس میں گیا وہاں نماز پڑھی اس کے بعد میں آسمانوں پر چلا گیا، ساتوں آسمانوں کی سیر کی، جنت، دوزخ کا مشاہدہ کیا پھر وہاں سے واپس آیا اور آ گیا ابھی رات بھی نہیں گزری بتاؤ کبھی ایسا ہوسکتا ہے؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا نہیں ایسا تو نہیں ہوسکتا اب جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا ایسا ممکن نہیں تو انہوں نے چھلانگیں لگانا شروع کر دیں، نعرے لگانے شروع کر دیئے، کہا ابوبکر کیا ایسا ہوسکتا ہے کہا نہیں، کہا پھر بتاؤ تمہارا صاحب یہ کہتا ہے۔ سید الرسل ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ یہ کہتا ہے۔ واہ حضرت ابوبکر

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
اور میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، کہ اگر یہ سید الرسلؐ نے فرمایا ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ سچ کہا ہے جھوٹ نہیں کہا۔ تم اس بات کی بات کرتے ہو میں تو آپؐ پر اس سے بڑی بات کے حوالے سے ایمان لا چکا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر جبرائیل آتا ہے میں ایمان لا چکا آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، مین ایمان لا چکا، اگر آپؐ نے فرمایا ہے تو سچ ہی کہا ہوگا۔ ابھی واقعہ کی خبر نہیں، ابھی واقعہ کا پتہ نہیں، اسی وجہ سے حضرت ابوبکر کو ''صدیقؓ'' کہا جاتا ہے کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھے بغیر رسول اللہ ﷺ کے اس عظیم واقعہ کی تصدیق کر دی تھی۔ اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو کفار کو مذاق اُڑانے کی ضرروت کیا تھی۔ کہ خوابوں کے اندر عام لوگ کیا کچھ دیکھ لیتے ہیں۔ لازماً حقیقی بات یہ ہے کہ سید الرسلؐ نے خواب کا واقعہ بیان نہیں کیا، عالمِ بیداری کا تذکرہ کیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن پاک کے اندر اس واقعہ کو بیان کرنے سے پہلے سبحان کا لفظ بیان کیا ہے۔

﴿سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الا قصی﴾ کیا مطلب، پاک ہے وہ ہر قسم کے عیب سے وہ ہر قسم کی قدرت کے اندر نقص سے پاک ہے اور سبحان کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے جہاں انسان کی طاقت، انسان کی سکت اور انسان کی ہمت جواب دے جائے اور جہاں سے اللہ کی قدرت کا آغاز ہو وہاں لفظ سبحان بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت یونسؑ جب کشتی کے اندر بیٹھے اس کے بعد ایک مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے۔ وہاں ہاتھ پاؤں مارے، باہر نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہ آیا، انسانی طاقت کے بس سے باہر ہو چکے، اب نجات کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا، ایک نبی کے ادراک کے اندر کوئی راستہ نظر نہیں آتا، کیا فرمایا ﴿لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین﴾ سبحٰن کا لفظ استعمال کیا اللہ میں نبی ہوں میرے ادراک میں بھی یہاں سے نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تو ہی مجھے بچا سکتا ہے۔

اسی طرح حضرت آدمؑ پیدا کئے گئے تو فرشتوں نے کہا کہ اللہ ہم تیری تقدیس وتحمید کے بیان کرنے کیلئے کافی نہیں تو نئی مخلوق کیوں پیدا کر رہا ہے؟ اللہ نے حضرت آدمؑ کو کچھ نام سکھائے نام سکھانے کے بعد فرشتوں سے کہا کہ مجھے فلاں فلاں اشیاء کے ناموں کے بارے میں بتاؤ تو فرشتوں نے کیا کہا تھا وہ جو جبروت والے ہیں، وہ جو ملکوت ہیں، وہ جو ہمت والے، طاقت والے ہیں، وہ جو سکتوں کی انتہاؤں پر پہنچے ہوئے ہیں، کیا کہا ﴿سبحنک لا علم لنا الا ماعلمتنا﴾ اللہ ہم عاجز ہیں ہم تیرے سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو لفظ سبحان وہاں بیان کیا جاتا ہے جہاں قدرت کا ملہ کا آغاز ہوتا ہے، جہاں سارے عاجز آجائیں اور اللہ کی قدرت کا کوئی شاہکار سامنے آرہا ہو تو وہاں لفظ سبحان استعمال ہوتا ہے۔

﴿سبحن الذی اسریٰ بعبدہ﴾ اللہ کی قدرت

اب بتاؤ! اللہ کی قدرت کا انکار کر رہے ہو۔ کیا اللہ اپنے بندے کو ایک ہی رات کے اندر آسمانوں کی سیر کروانے پر قادر نہیں ہے؟ آج کا دور سائنس کا دور یہ کتنا واضح فیصلہ ہمارے سامنے لا رہا ہے، اس واقعہ کو کتنا واضح کر کے ہمارے سامنے لا رہا ہے۔

آج ایک شخص یہاں سے بیٹھ کر لندن، امریکہ اور دنیا کے دوسرے کنارے تک اسی لمحے میں، اسی وقت میں اپنی آواز پہنچا دیتا ہے، انسان جس کی عقل، جس کا فہم، جس کی فراست محدود ہے، اس نے اپنی محدود عقل کو، استعمال کر کے ایسے آلات بنا لئے ہیں کہ ایک سیکنڈ کا فرق نہیں پڑتا کہ ایک کنارے سے

دوسرے کنارے تک آواز پہنچ جاتی ہے۔ یہ فیکس مشینیں ایک چیز کے پرتوں کو ایک دوسرے کنارے تک اسی لمحے میں پہنچا دیتی ہے اور آج کا انسان اس جتن کے اندر ہے کہ ایسی مشین بنائے کہ انسان کا سفر اور زیادہ تیز ہو جائے۔ فیکس کی طرح انسان کو بھی دوسری جگہوں پر منتقل کیا جا سکے۔

آج تیز سے تیز رفتار والے طیارے بنائے جا رہے ہیں۔ آواز سے زیادہ رفتار والے طیارے بنائے جا چکے ہیں۔ یہ انسان نے بنائے جو محدود عقل رکھتا ہے اور جو انسان کا پیدا کرنے والا انسان کو عقل عطا کرنے والا ہے۔ کیا وہ اپنے بندے کو ایک رات کے حصے کے اندر آسمانوں کی سیر کروانے پہ قادر نہیں ہے۔ لفظ سبحان سے اس واقعہ کا کیا بیان کیا ہے۔

وہ احباب، وہ لوگ جو اس چیز کا انکار کرتے ہیں ان کو سمجھنا چاہئے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے کیا فرمایا: ﴿ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ ﴾ عبد کا لفظ استعمال کیا، رسول کا لفظ استعمال نہیں کیا، عبد کس کو کہا جاتا ہے؟ عبد اس کو کہا جاتا ہے جو روح اور جسد کا وجود رکھتا ہے، روح اور جسد کے مجموعے کو ''عبد،، کہا جاتا ہے۔

قرآن پاک کے اندر ہے: ﴿ارءیت الذی ینھی عبدا اذا صلی ﴾ ترجمہ: ''کیا تو نے اس کو دیکھا ہے جو میرے عبد کو روکتا ہے۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے۔''

عبد کا لفظ استعمال کیا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے اور نماز اعضاء کے ساتھ پڑھی جاتی ہے کبھی رکوع کیا جاتا ہے، کبھی سجدہ کیا جاتا ہے، یہ روح کا کام نہیں یہ جسد کا کام ہے، جسد کے اعضاء کا کام ہے، جوارح کا کام ہے، نماز کی ادائیگی جسد کا کام ہے، روح کا نہیں۔

تو نماز کے ادا کرنے والے کیلئے عبد کا لفظ استعمال کیا اور یہاں کہا گیا: ﴿سبحٰن الذی اسری بعبدہ﴾ اسی طرح ایک اور جگہ کہا گیا ﴿ قام عبداللہ یدعوہ ﴾ جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوتا ہے تو اس کی طرف لپکتے ہیں اور کھڑا کون ہوتا ہے، روح کھڑی ہوتی ہے یا جسم کھڑا ہوتا ہے؟

قیام، رکوع، سجود یہ اعضائے جسمانی کے کام ہیں۔ جب یہ کرتا ہے تو عبد کہلاتا ہے تو لازماً عبد وہ ہوتا ہے جو روح اور جسد کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح سورۃ نجم کے اندر اسی واقعہ کو بیان کیا گیا ہے اور کہا گیا ﴿ما زاغ البصر وما طغٰی﴾

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی نشانیوں کو عجیب عجیب اشیاء کو آیات ربانی کو اس طور پر دیکھا کہ آنکھ

ٹھہر کی نہیں، محویت کے ساتھ اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کرتی رہی، بصر کا لفظ استعمال کیا ہے۔

واقعہ معراج کے اندر

اب بصر کا تعلق روح کے ساتھ نہیں جسد کے ساتھ ہے۔ دیکھنا، سننا، بولنا، یہ جسد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ روح کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور لفظ کیا استعمال ہوا، اسری بعبدہ اور اسریٰ کا مطلب ہوتا ہے رات کو سیر کرنا۔

قرآن پاک کے اندر ہے جب فرعونیوں سے بچ کر بنی اسرائیل کو ساتھ لے جانے کا حکم دیا تو حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا گیا ﴿اسر بعبادی لیلاًo﴾

اے موسیٰ! میری بندوں کو رات کے اندھیاروں میں لے کر نکل جاؤ، رات کو جو سیر کی جاتی ہے اس کو اسریٰ کہا جاتا ہے اور سیر روح نہیں کرتی۔ سیر انسان کے قدم کرتے ہیں، انسان کی ٹانگیں کرتی ہیں تو یہ بھی جسد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ عالم خواب کا واقعہ ہے وہ لوگ اس بات پر جھوٹ بولتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ معراج عالمِ بیداری میں ہوئی، جسم کے ساتھ ہوئی، جسد کے ساتھ ہوئی، خواب کے عالم میں نہیں ہوئی، اس پر ساری اُمت کا اجماع ہے اور حضرت امام ابن کثیرؒ نے فرمایا: سوائے زندیقوں کے، سوائے ملحدوں اور بے دینوں کے اور کسی نے بھی اللہ کے رسولؐ کی جسمانی معراج سے انکار نہیں کیا۔ اس لئے وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی معراجِ جسمانی کا انکار کرتے ہیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ جاہل ہیں۔ ایک چھوٹی سی بات اگر رسول اللہ ﷺ نے کوئی خواب بیان کیا ہوا ہوتا تو پھر کفار کو مذاق اُڑانے کی کیا ضرورت تھی۔ کفار نے تو مذاق ہی اس لئے کیا تھا کہ ایک بشر ہو کر، ایک انسان ہو کر آسمانوں کی سیر نہیں کر سکتا۔

یہاں ان لوگوں کیلئے بھی ایک سبق ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بشریت کے منکر ہیں کہ یہ عقیدہ کفار کا ہے کہ ایک بشر آسمانوں کی سیر نہیں کر سکتا۔ اللہ رب العزت نے ایک بشریت کے عظیم علمبردار، ایک عظیم مقام کے حامل کہ جن جیسا کائنات میں کوئی پیدا ہوا نہ ہو گا ان کو آسمانوں پر پہنچا کر بشریت کو بھی فوقیت دی ہے ۔

یہ سبق ملا ہے معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

اقبال نے کہا تھا کہ معراجِ مصطفیٰؐ نے بشریت کو ایک اُونچا مقام عطاء کر دیا ہے کہ جہاں بشر جا پہنچتا ہے وہاں فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے، فرشتے تو سدرۃ المنتہیٰ تک جا کر بس ہو گئے، فرشتوں سے آگے اگر کسی کا

مقام ہے تو صرف انسان کا مقام ہے، بشر کا مقام ہے اور کسی کا نہیں۔

فرشتے نوری مخلوق، مقدس اور محترم مخلوق، فرشتوں سے سجدہ کروا کر انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ کو معراج عطاء کر کے انسان کی اشرفیت کو ایک دلیل عطاء کر دی۔

﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾ انسان سب سے اعلیٰ پیدا کیا گیا، سب سے اشرف، سب سے افضل پیدا کیا گیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی ذات کو انسانوں کی لائن سے نکال دیا جائے تو ہمارے پاس کیا رہ جاتا ہے، بشریت کے پاس رہ کیا جاتا ہے۔

آدم پہلے نبی، پہلے رسول۔ ان کے ذریعے سے انسان کو اشرفیت عطاء ہوئی اور خاتم النبیین آخری نبی کے ذریعے سے انسان کی اشرفیت کی تصدیق پر مہر لگ گئی، مہر تصدیق ثبت ہوگئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو معراج سے ایسا معجزہ، ایسی عظمت اور ایسی رفعت حاصل ہوئی ہے لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ہمارے واعظین نے، ہمارے خطباء نے اس کو اس طرح بیان کرنا شروع کر دیا ہے جس طرح یہ ایک قصہ ہوتا ہے، ایک کہانی ہوتی ہے اور ایسے ایسے لایعنی قصے اس کے اندر داخل کر دیئے گئے ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

معراج مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کی دلیل

ترمذی شریف کے اندر ہے کہ جب آپؐ کو بیدار کیا گیا آپ کو براق پر سوار کیا جانے لگا تو براق ذرا ڈگمگایا اس نے حرکت کی، جبرائیل نے کہا رک جا، کس لئے حرکت کرتا ہے کیا تجھ کو خبر نہیں کہ آج تجھ پر وہ سواری کرنے لگا ہے جس سے بڑھ کر عظمت والا اللہ نے پیدا ہی نہیں کیا۔ ایسا عظیم، ایسا مکرم، ایسا محترم ہمارا نصیبہ کہ ہم اُمتِ محمدیہ کے حصے میں آئے۔

انبیاء کی امامت کے حوالے سے ان کو عظمت ملی کہ آسمانوں پر ان کا استقبال کرنے کیلئے اللہ رب العزت نے ممتاز، عظمت والے انبیاء و رسلؑ کو لائن کے اندر کھڑا کیا، امامت کروائی، وہ کہ جن کو وہ سیر کروائی گئی کہ جو کسی کے حصے میں نہ آئی۔

اللہ رب العزت اس سیر کے حوالے سے سید الرسلؐ کی عظمت کو دلوں کے اندر جاگزیں کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس سیر کے اندر جو ہماری کوتاہیوں کی نشاندہی کروائی گئی ہے، اللہ ان کوتاہیوں سے ہمیں بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ امین